نادان لاہوری

نوید رزّاق بٹ

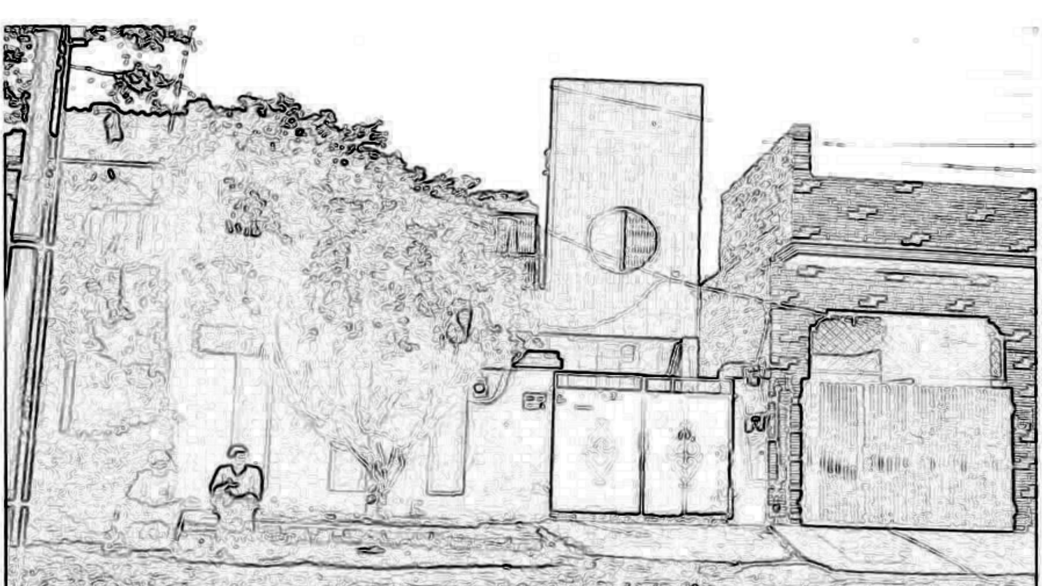

نادان لاہوری

نوید رزّاق بٹ

نادان لاہوری

کاپی رائٹ © ۲۰۱۳ از نوید رزّاق بٹ

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں۔

اِس کتاب کی سافٹ کاپیز کی اشاعت کی جا سکتی ہے بشرطیکہ مواد میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے۔ کتاب کی طباعت و اشاعت کے لئے مصنّف کی تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔

ای میل: naveed.razzaq.butt@gmail.com

سائٹ: naveedrbutt.wordpress.com

ٹویٹر: @naveedrbutt

بوڑھے مزدوروں کے نام

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

(اقبال)

تعارف

بسم اللہ و الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ۔

میرا پہلا مجموعہِ کلام پیشِ خدمت ہے۔ کتاب کے عنوان اور انتساب کے حوالے سے چند مختصر وضاحتیں شاید ضروری ہیں۔ بالعموم اہلِ لاہور سمجھدار اور معاشرے کی ناہمواریوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ عنوان میں ذکر صرف ایک نادان کا ہے جو اِن میں رہنے کے باوجود کچھ زیادہ سیکھ نہیں پایا۔ اور معاملات کو سمجھے بغیر، جہاں کوئی چیز دل و دماغ کو کھٹکتی ہے، فوراً سوال کر ڈالتا ہے۔ یہ کتاب اِسی نادان کے سوالات اور الجھنوں کا مجموعہ ہے۔

بوڑھے مزدوروں کے نام اس لئے کہ بڑھاپے میں سخت محنت کے کام کرنے والے ایسے کئی 'دھیاڑی' داروں کو دیکھنے کا موقع ملا، اور ہر بار اُن کی جھریوں اور پتھرائی نگاہوں میں معاشرے کی ناانصافیوں کی مکمل تفصیل درج نظر آئی۔ میری شدید خواہش ہے کہ ایک دن وطنِ عزیز ایک فلاحی ریاست اور معاشرہ بن سکے جہاں 'سب سے پہلے کمزور' کا اُصول ہر ریاستی پالیسی اور ہر معاشرتی تعلق میں نظر آئے۔

کتاب اور اِس کے پیغام کے بارے میں اپنی آراء اور اپنے خیالات سے ضرور نوازیے گا۔

بہت شکریہ،

نوید رزّاق بٹ

فروری ۲۰۱۳

دعا - 14 اگست

اندھیر راہیں، بھٹکتے رہرو، مچلتی آہیں، بکھرتے آنسو
کبھی تو آؤ!
چراغ بن کے

پیاسی کھیتی، زمین بنجر، ترستے خوشے، سُلگتے پتھر
کبھی تو آؤ!
سحاب بن کے

وہ سب صدائیں؟ وہ سب ندائیں؟ وہ سب دعائیں؟ سوال سارے؟
کبھی تو آؤ!
جواب بن کے

کبھی تو بن کر چراغ روشن، تمام تاریکیاں مٹا دو
کبھی تو بادِ بہار بن کر، چمن میں رنگِ حنا سجا دو
پھر ایک صبحِ اگست بن کر، ہماری حالت پہ مسکرا دو!

لا الہ الا اللّٰہ

میں تیری راہ کا طالب
مجھے رستوں سے ڈرنا کیا
میری راہوں میں کیا پربت
میری راہوں میں صحرا کیا
میری ہستی کا تُو مالک
میری کشتی کا تُو مالک
زمانے کی فکر پھر کیوں
ڈرائے موج دریا کیا
سبق سیکھا ہے میں نے آتشِ نمرود سے یارب
فضائے بدر سے اور قصۂِ اُخدُود سے یارب
کہ تیری راہ میں ہے کُود پڑنا کامیابی بس!
سوا اِس کے ہے مفہومِ پیامِ لا اِلٰہَ کیا!

انا اور خودی

انا کا محور غرورِ ہستی، خودی کا محور خدائے حق ہے
انا میں بندہ غلام اپنا، خودی کی منزل رضائے حق ہے

◈

اقبال اور فرشتے

وہ دور آیا؟ نہیں ابھی تک
نظام بدلہ؟ نہیں ابھی تک

وہ کاخِ اُمراء؟ ہلی نہیں ہے
غریب جاگا؟ نہیں ابھی تک

وہ میرا شاہیں؟ بے بال و پر ہے
پلٹ کے جھپٹا؟ نہیں ابھی تک

وہ مردِ مومن؟ گُماں کا مارا
یقین پیدا؟ نہیں ابھی تک

غلامِ یٰسینؐ؟ کروڑہا ہیں
نظامِ طٰہٰؐ؟ نہیں ابھی تک

حرم کے خادم؟ نسب پہ نازاں
وہ کُفر ٹوٹا؟ نہیں ابھی تک

خدا کے عاشق؟ بتوں میں رقصاں
شعارِ عیسیٰؑ؟ نہیں ابھی تک

فریبِ آتش؟ قدم قدم پر
خلیل کُودا؟ نہیں ابھی تک

تجلیءِ حق؟ ہر ایک دل پر
کلیم تڑپا؟ نہیں ابھی تک

خودی کی رِفعت؟ بشر نہ جانا
رضائے بندہ؟ نہیں ابھی تک

کلام میرا؟ لبوں کی زینت
مُرید سمجھا؟ نہیں ابھی تک

خضر سے۔۔۔

کہا مشکل میں رہتا ہوں

کہا آسان کر ڈالو!

کہ جس کی چاہ زیادہ ہو

وہی قربان کر ڈالو!

کہا بے قلب ہیں آہیں

کہا اُس سے تڑپ مانگو!

اُٹھو تاریکیءِ شب میں

ذرا خونِ جگر ڈالو!

کہا رازِ سُکوں کیا ہے؟

کہا لوگوں کے دکھ بانٹو!

جو چہرہ بے دھنک دیکھو

اُسے رنگوں سے بھر ڈالو!

نادان لاہوری *

(برکت چوک پر دھیاڑی کے انتظار میں بیٹھے بوڑھے مزدور سے)

بیٹھے کیوں ہو سڑک کنارے
دُھوپ میں یوں گرمی کے مارے
کیا دنیا میں کوئی نہیں ہے
اب جو کام کرے تمھارے؟
رگوں میں جب خون جواں تھا
کیوں تم نے نہ نوٹ بنائے؟
کیوں تم نے نہ خواب سجائے؟
کیوں بیٹھے ہو سڑک کنارے؟
دھوپ میں یوں گرمی کے مارے!

* جیسا کہ تعارف میں عرض کیا، اہلِ لاہور ماشاءاللہ بہت سمجھدار اور معاشرے کی ناہمواریوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بیان صرف ایک نادان کا ہے جو اِن میں رہنے کے باوجود زیادہ سیکھ نہیں پایا، اور معاملات کو سمجھے بغیر جو سوال ذہن میں آتا ہے فوراً پوچھ ڈالتا ہے۔

دھیرے سے نظریں اٹھا کر

دُھکتی کمر کو سہلا کر

دھیما دھیما سا مُسکا کر

بوڑھا بے حد پیار سے بولا

'ارے او نادان لاہوری

تُو کیا جانے غربت کیا ہے!'*

* غیر فلاحی معاشروں میں غریب عموماً ماں کی گود سے قبر تک اور پھر نسل در نسل غریب ہی رہتا ہے۔

(مرسیڈیز سے اتر کر خاکروب کو ڈانٹتی ہوئی ایک بیگم صاحبہ سے)

آنی جانی چیز ہے پیسہ
پیسے پر غرور یہ کیسا؟
پھرتی ہو اِترا اِترا کر
نوکر چاکر ساتھ لگا کر
کیا ملتا ہے تم کو آخر
مسکینوں پر رعب جما کر
آنی جانی چیز ہے پیسہ
پیسے پر غرور یہ کیسا؟

بی بی نے تو طیش میں آکر
مجھ گستاخ سے بات نہ کی پر
نظروں کی دُھتکار یہ بولی
پیسے کی چھنکار یہ بولی
فر فر چلتی کار یہ بولی
'ارے او نادان لاہوری
تُو کیا جانے دولت کیا ہے!'

(بادشاہی مسجد کے پیچھے ایک مکان کی چھت پر کھڑی سجی دھجی دوشیزہ کو دیکھ کر)

داتا کی نگری میں لڑکی تیرا ہے کیا کام؟
عزت ایسی چیز نہیں ہے جس کے ہوں دو دام!
پاک وطن یہ پاک زمیں ہے، یوُں نہ کر بدنام!
شرفاء کے اِس شہر میں پگلی تیرا ہے کیا کام؟

بھری پڑی تھی تاڑ کے بولے
لڑکی سینہ پھاڑ کے بولی
شہر کے شرفاء کی تصویریں
منہ پر میرے مار کے بولی
'ارے او نادان لاہوری
تُو کیا جانے عزّت کیا ہے!'*

* کیا عزت دار صرف وہی ہے جس کے عیب اُس کی دولت یا منصب نے چھپا رکھے ہیں؟

Thank You for previewing this eBook

You can read the full version of this eBook in different formats:

- HTML (Free /Available to everyone)
- PDF / TXT (Available to V.I.P. members. Free Standard members can access up to 5 PDF/TXT eBooks per month each month)
- Epub & Mobipocket (Exclusive to V.I.P. members)

To download this full book, simply select the format you desire below